حضرت عثمانؓ کے سرکاری خطوط

جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق استاد ادبیات عربی دلی یونیورسٹی، دہلی

(۷)

۴۶۔ صدر مقاموں کے مسلمانوں کے نام

باغیوں کے لیڈر شہر کے بڑے صحابہ سے ملے اور پکڑے ہوئے خط کا ذکر کرکے اُن کا غصہ اور اشتعال بڑھایا، آن کی آن میں سارا مدینہ باغیوں کا ہمدرد اور عثمان غنیؓ کا بدخواہ ہوگیا، بس تھوڑی سے صحابہ اور ان کے متعلقین آخر وقت تک خلیفہ کی وفاداری اور خیر اندیشی کا دم بھرتے رہے، باغیوں نے عثمان غنیؓ کی کوٹھی کا محاصرہ کرلیا، جمعہ آیا تو وہ نماز پڑھانے گئے، نماز کے بعد ایک تقریر میں باغیوں کو سمجھا بجھا رہے تھے کہ اُن پر اینٹوں کی بارش ہونے لگی، وہ چوٹ کھاکر گرے اور بیہوش ہوگئے، اس کے باوجود انھوں نے مسجد جانا اور نماز پڑھانا نہ چھوڑا، محاصرہ کے بیس دن اور بقول بعض تیس دن تک وہ امامت کرتے رہے اس کے بعد باغیوں نے اُن کا گھر سے نکلنا بھی بند کردیا۔ شہر کے بہت سے غلام، حاسد اور ابن الوقت عملاً باغیوں کی صفوں میں داخل ہوگئے، عثمان غنیؓ کے پاس کافی لوگ تھے جو باغیوں سے لڑکر اپنی وفاداری کا ثبوت دینا چاہتے تھے لیکن عثمان غنیؓ نے جنگ وپیکار کی بالکل ممانعت کردی تھی، وہ چاہتے تھے کہ دوسرے مرکزوں کی بڑی تعداد میں مسلمان آجائیں اور باغیوں کو قائل معقول کرکے اپنے اپنے شہروں کو لوٹادیں، اس مقصد کے لئے انھوں نے یہ مراسلہ بھیجا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، واضح ہو کہ اللہ عزوجل نے محمدؐ کو بشیر ونذیر بناکر بھیجا، انھوں نے خدا کے احکامات لوگوں کو پہنچادئے اور جب اپنا مشن پورا کرچکے تو ان کا انتقال ہوگیا، انھوں نے ہمارے لئے ایک کتاب چھوڑی جس میں جائز اور ناجائز نیز اُن امور کا ذکر تھا جو

مقدر ہو چکے تھے، اور جن کو محمدؐ نے لوگوں کی پسند و ناپسند سے بے نیاز ہو کر نافذ کیا، ان کے بعد ابو بکرؓ اور عمرؓ خلیفہ ہوئے۔ پھر مجھے میرے علم اور خواہش کے بغیر اصحاب شوریٰ میں داخل کیا گیا، خلیفہ ہو کر میں نے بھلے کام کئے اور ایسی روش اختیار نہیں کی جس پر کسی کو اعتراض یا ناگواری کا موقع ملتا، میں اپنے کاموں میں رسول اللہؐ اور شیخین کا تابع رہا اور خود متبوع بننے کی کوشش نہیں کی (دولت و فرصت پا کر) لوگوں کا میلان شر اور فتنہ کی طرف ہوا تو حسد اور کینہ ان کے دلوں میں جاگ اٹھا اور ذاتی فائدہ کا بھوت ان کے سر پر سوار ہو گیا حالانکہ میں نے نہ تو قابلِ گرفت کوئی کام کیا اور نہ ماضی میں کسی ایسے فعل کا مرتکب ہوا جس کے انتقام کی خلش دلوں میں ہوتی، کینہ اور حسد نے ان کو منافق بنا دیا، ان کے دل میں کچھ ہوتا اور زبان سے وہ کچھ کہتے، وہ ایسے کاموں پر مجھے برا بھلا کہنے لگے جن کو (ابو بکرؓ اور عمرؓ کے عہد میں) انھوں نے بخوشی قبول کر لیا تھا، اور ایسے فیصلوں پر مجھے مطعون کرتے جو نہایت مناسب ہوتے، اور اہلِ مدینہ کے مشورہ سے کئے جاتے، سالوں میں اُن کی نکتہ چینی اور عیب جوئی برداشت کرتا رہا، ان کی حرکتیں آنکھوں سے دیکھتا اور ان کی بے ہودگیاں کانوں سے سنتا لیکن سزا نہ دیتا، انھوں نے میرے صبر و تحمل کو کمزوری پر محمول کیا، ان کی جرأت اتنی بڑھی کہ انھوں نے رسول اللہؐ کے گھر، مزار اور ہجرتگاہ میں میرے اوپر حملہ کر دیا ہے، بہت سے بدو عرب ان کے ساتھ ہو گئے ہیں اور انھوں نے احزاب[۱] یا ان عربوں کی طرح جو اُحد میں ہم پر حملہ آور ہوئے تھے، یورش کر دی ہے، آپ میں سے جس جس کیلئے ممکن ہو میرے پاس آ جائے" والسلام" (سیف بن عمر۔ تاریخ الامم ۱۰۴/۵)

۴۷۔ مسلمانوں کے نام

اعثم کوفی کے رپورٹوں نے محاصرے سے پہلے باغی اکابر اور عثمان غنیؓ کی ملاقات کا ذکر

---

[۱] احزاب سے مراد وہ قبیلے ہیں جو جنگ خندق میں مدینہ پر حملہ آور ہوئے تھے: قریش، مرہ، غطفان، اشجع، اسد اور سلیم۔

مختلف انداز میں کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ عثمان غنیؓ مسجد گئے جہاں صحابہ اور باغی اکابر موجود تھے، ان کو مخاطب کرکے عثمان غنیؓ نے کہا: "میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے نہ تو خود خط لکھا اور نہ کسی سے لکھوایا، جو وعدہ میں نے پہلے آپ سے کیا تھا اس پر اب بھی قائم ہوں اور اس بات کا پھر اعادہ کرتا ہوں کہ میرا طرزِ عمل کتاب اللہ سنتِ نبیؐ اور آپ کی منشا اور مرضی کے مطابق ہوگا......" ایک باغی لیڈر کھڑا ہوا اور بولا: "ہم تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں، ہمیں تمہاری قسم کا مطلق اعتبار نہیں!" اس کے بعد دوسرا لیڈر کھڑا ہوا اور بولا: "تم ہمارے قتل کا حکم دیکر اب قسم کھاتے ہو، ہم تم کو زندہ نہ چھوڑیں گے۔" خلیفہ کے کچھ آدمی اس گستاخ کی خبر لینے بڑھے لیکن باغیوں نے اس کو بچا لیا، کچھ شوریدہ سر خلیفہ کے آدمیوں پر ٹوٹ پڑے اور کچھ خلیفہ پر اینٹیں برسانے لگے، خلیفہ بے ہوش ہوگئے، جب ان کی طبیعت ٹھیک ہوئی تو انھوں نے باغیوں کی تالیفِ قلب کیلئے یہ تحریر قلمبند کی:-

"بسم اللہ الرحمن الرحیم - عبداللہ عثمان امیرالمومنین کی طرف سے سارے مسلمانوں اور مومنوں کے نام، سلام علیکم - میں اس خدا کی یاد دلاتا ہوں جس نے آپ کو ایمان واسلام سے بہرہ ور کیا، کفر و شرک کے اندھیرے سے نکالا، جس نے روزی و خوشحالی کے دروازے آپ پر کھولے اور اپنی نعمتہائے گوناگوں اور عنایتہائے بوقلموں سے آپ کو سرفراز کیا -

مسلمانو! خدا سے ڈرو جیسا ڈرنے کا حق ہے، تمہاری زندگی ایسی گذرنا چاہئیے کہ جب مرو تو حقیقۃً مسلمان ہو، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تقاضے ٹھیک ٹھیک پورے کرتے رہو تاکہ اُخروی سرخروئی سے بہرہ ور ہو - وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ - ان لوگوں کے نقشِ قدم پر مت چلو جو واضح دلیلوں کے بعد بھی باہمی پھوٹ اور جھگڑوں میں پڑ گئے۔ ایسے لوگوں کو سخت سزا دی جائیگی - (دوسری جگہ خدا کہتا ہے) إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا

يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ جو لوگ تھوڑے سے فائدہ کی خاطر جھوٹی قسمیں کھائیں اور خدا کے نام پر کیے ہوئے عہد سے پھر جائیں وہ دنیا میں صفاتِ محمودہ سے اور آخرت میں لطف و مسرت سے بالکل محروم رہیں گے۔ قیامت کے دن خدا ان کی طرف دیکھنا یا ان سے ہمکلام ہونا تک گوارا نہ کرے گا اور ان کو دردناک سزا دی جائے گی، مسلمانو! خدا چاہتا ہے کہ تم فرماں بردار اور مطیع رہو، معصیت اور باہمی اختلاف سے بچو، ماضی میں اس نے انبیاء بھیجے تاکہ صحیح اور غلط زندگی میں امتیاز کرا سکیں۔ یاد رکھو کہ پچھلی قومیں اس وجہ سے تباہ ہوئیں کہ ان کا کوئی صحیح لیڈر اور رہنما نہ تھا اور وہ آپس میں لڑتی جھگڑتی تھیں، اگر تم نے اپنا برا ارادہ پورا کر کے مجھے قتل کر دیا تو ایک بڑے فتنہ کا دروازہ کھل جائے گا اور تم بہت سی حرام باتوں کے مرتکب ہوگے اور ایسے اندھیرے میں گھر جاؤ گے کہ نماز روزہ تک کی سُدھ نہ رہے گی، میں نے تمہاری خیر خواہی کا فرض ادا کر دیا ہے اور تم سے انہی باتوں کا طالب ہوں جن کا خدا نے تم کو حکم دیا ہے، میں تم کو اُس انجام سے ڈراتا ہوں جس سے خدا نے ڈرایا ہے، میں تم کو وہ بات یاد دلاتا ہوں جو حضرت شعیبؑ نے اپنی قوم کے مخالفوں سے کہی تھی اور جس کا قرآن میں ذکر ہے۔ يَا قَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْ اَنْ يُصِيْبَكُمْ مِثْلُ مَا اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صَالِحٍ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِنْكُمْ بِبَعِيْدٍ۔ اے مخالفو! خبردار میری مخالفت کی پاداش میں تم پر کہیں وہ مصیبت نہ نازل ہو جائے جو نوحؑ، ہود اور صالحؑ کی قوموں پر نازل ہوئی اور حضرت لوطؑ کی قوم کا جو حشر ہوا وہ کوئی بہت پرانی بات نہیں ہے۔"

لوگو! میں تمہاری شکایتیں دور کرتا رہا ہوں، میں تم کو مطمئن رکھنا چاہتا ہوں، میں کتاب اللہ اور سنتِ نبوی کے مطابق عمل کروں گا، میرا طرزِ عمل ستودہ اور سلوک اچھا ہوگا، جس گورنر کو تم ناپسند کرو گے اس کو معزول کر دوں گا اور جس کو چاہو گے گورنر

بنا دوں گا، میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ میری روش ویسی ہی ہوگی جیسی شیخین کی تھی اور میں اپنے مقدور بھر اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کروں گا، یہ بات تم کو نہ بھولنا چاہیئے کہ انسان غلطیاں کرتا ہے اور میرے گورنر بھی غلطیوں سے مبرا نہیں۔ اس تحریر کے ذریعہ میں خدا اور سارے مسلمانوں کے سامنے معذرت خواہ ہوں، ان کو جو باتیں ناپسند ہیں وہ بخدا چھوڑ دوں گا اور کوئی ایسی بات نہ کروں گا جو ان کو ناپسند ہوگی، خدا اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ میرے اور تمہارے قصور معاف کردے گا۔ والسّلام " (فتوح اعثم کوفی قلمی ورق ۳۳۴-۳۳۹)

۴۸ - عبداللہ بن عامرؓ اور معاویہؓ بن ابی سُفیان کے نام

فتوح اعثم کے رپورٹر اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ عثمان غنیؓ نے مذکورہ بالا تحریر باغی اکابر کے پاس بھیجدی لیکن اس کو پڑھ کر اُن کا دل ذرا نہ پسیجا اور وہ اپنے اس ارادہ پر اڑے رہے کہ اگر خلیفہ خلافت سے دست بردار نہ ہوا تو اس کو قتل کردیں گے، اس ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کیلئے انھوں نے عثمان غنیؓ کے مکان کا محاصرہ کرلیا، عثمان غنیؓ جب اکابر صحابہ کی طرف سے بالکل مایوس ہوگئے تو انھوں نے بصرہ کے گورنر عبداللہ بن عامرؓ اور شام کے حاکم اعلیٰ معاویہؓ بن ابی سفیان کو یہ مراسلہ بھیجا :-

" واضح ہو کہ مدینہ، بصرہ اور کوفہ کے ظالموں، سرکشوں اور باغیوں کی ایک جماعت نے مجھ پر چڑھائی کردی ہے اور مجھ کو گھیر لیا ہے، مروان کو نہ پاکر؟ میرے گھر کا سخت محاصرہ کرلیا ہے، میں ہر چند ان کو سمجھاتا بجھاتا ہوں، ان کو راضی اور مطمئن کرنے کا وعدہ کرتا ہوں، کتاب اللہ اور سنتِ نبویؐ پر عمل کرنے کا عہد کرتا ہوں لیکن وہ کچھ نہیں سُنتے، انھوں نے مجھے معزول یا قتل کرنیکا مصمم ارادہ کرلیا ہے، میں مرنا پسند کروں گا لیکن خلافت سے معزولی کا مطالبہ نہیں مان سکتا، یہ ہیں حالات، میری مدد کرو اور بہادروں کا ایک دَل لیکر آجاؤ، امید ہے تمہاری مدد سے خدا باغیوں اور حاسدوں

کی اس مصیبت سے مجھے نجات دلائے گا والسلام" (فتوح اعثم کوفی ورق ۳۳۹)

۴۹ - خط کی دوسری شکل

مؤرخ محمد بن سائب کلبی نے مذکورہ خط کا مضمون ان الفاظ میں پیش کیا ہے، اور تصریح کی ہے کہ خط امیر معاویہؓ کو لکھا گیا تھا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - واضح ہو کہ اہلِ مدینہ نے کفرانِ نعمت کیا ہے، نافرمان ہو گئے ہیں اور میری بیعت توڑ دی ہے، شام کے مجاہدوں کی ایک قوم میری مدد کو بھیجدو"

(تاریخ الامم ۵/۱۱۵)

۵۰ - خط کی تیسری شکل

ابن قتیبہ نے امیر معاویہؓ کو بھیجے ہوئے خط کا مضمون اور زیادہ مختلف بیان کیا ہے:-

"واضح ہو کہ میں ایسے لوگوں میں ہوں جو میری زندگی سے اکتا گئے ہیں اور مجھے جلد از جلد ختم کر دینا چاہتے ہیں، کہتے ہیں کہ تم کو یا تو ایک کمزور بوڑھے اونٹ پر سوار رکھیں گے[1] اور اگر میں اس کے لئے تیار نہ ہوں تو ان کا مطالبہ ہے کہ میں خلافت سے دستبردار ہو جاؤں اور جس جس کو میں نے قتل کیا ہے[2] اس کا قصاص دوں حالانکہ جس کے ہاتھ میں اقتدار کی باگ ڈور ہوتی ہے اس سے صحیح اور غلط دونوں طرح کے کام سرزد ہوتے ہیں، مدد، مدد، اپنے خلیفہ کی مدد، جلدی کرو، معاویہؓ جلدی کرو، آجاؤ ضرور آجاؤ، لیکن مجھے امید نہیں کہ تم آؤ گے -!" (الامامہ والسیاستہ ابن قتیبہ ص۳۶)

۵۱ - باغیوں کے نام

بعض رپورٹر کہتے ہیں کہ محاصرہ کے ایام میں ایک دن عثمان غنیؓ نے سنا کہ باغی چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ ہم خلیفہ کو قتل کر دیں گے، عثمان غنیؓ حاضرین سے مخاطب ہو کر: مجھے قتل کر دیں گے! میں جو اولین مسلمانوں میں سے ہوں، میں جس سے رسول اللہؐ تا حیات خوش رہے، ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی!

[1] کٹھ پتلی کی طرح اپنے اشاروں پر چلانا چاہتے ہیں۔ [2] جہاں تک ہمیں معلوم ہے عثمان غنیؓ پر قتل کا کوئی الزام نہ تھا۔

میرا قتل کیسے جائز ہے! انھوں نے باغیوں کی استمالت کیلئے ایک خط لکھوایا اور عبداللہ بن زبیرؓ سے کہا کہ جاکر باغیوں کو باآوازِ بلند سنا دو، ابن زبیرؓ گئے لیکن باغیوں نے اُن کو خط نہ پڑھنے دیا تاہم وہ ڈٹے رہے اور کسی نہ کسی طرح اونچی آواز سے پڑھ ہی ڈالا، خط کے کچھ حصے محفوظ نہیں رہے:-

"...... میں ان سب باتوں سے محترز رہنے کا وعدہ کرتا ہوں جو آپ کو ناپسند ہیں اور ہر غلط کام سے جو مجھ سے سرزد ہوا ہو، توبہ کرتا ہوں، میں عہد کرتا ہوں کہ صرف رسول اللہؐ کی بیویوں اور آپ کے اربابِ رائے کی صوابدید سے کام کروں گا، لیکن میں اس قمیص (خلافت) کو نہیں اتار سکتا جو خدا نے مجھے پہنائی ہے اسی طرح آپ کو اپنی بیعت کی ذمہ داریوں سے بھی معاف نہیں کر سکتا۔" (انساب الاشراف ۹۰/۵)

۵۲- علیؓ بن ابی طالب کے نام

محاصرہ سے پہلے عثمان غنیؓ کی حضرت علیؓ سے ملاقات ہوتی رہتی تھی، کبھی حضرت علیؓ عثمان غنیؓ کی کوٹھی پر احتجاج و شکایت کرنے آتے اور کبھی عثمان غنیؓ حضرت علیؓ کے گھر عیادت، احتجاج شکایت یا تالیفِ قلب کے لئے جاتے، محاصرہ کے بعد یہ رابطہ ٹوٹ گیا، اس کا سبب ایک مدرسۂ تاریخ کے مطابق یہ تھا کہ حضرت علیؓ، عثمان غنیؓ سے سخت ناراض ہو گئے تھے اور ان کے ساتھ مکمل ترکِ موالات کا عہد کر لیا تھا، ناراضی کی وجہ یہ تھی کہ جب پہلی بار باغی محاصرہ کے ارادہ سے آئے تو عثمان غنیؓ نے حضرت علیؓ کو بلایا یا اُن سے خود ملنے گئے اور کہا کہ آپ باغیوں کو سمجھا بجھا کر دفع کر دیجئے، حضرت علیؓ نے کہا، آپ ان کی شکایتیں دور کرنے کا وعدہ کریں گے تب ہی وہ واپس ہوں گے" عثمان غنیؓ نے وعدہ کر لیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک دستاویز لکھدی جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں، باغی لوٹ گئے مروان اور عثمان غنیؓ کے دوسرے مشیروں نے جو باغیوں کے ساتھ سمجھوتہ کرنے یا ان کے مطالبات ماننے کے خلاف تھے، عثمان غنیؓ کو اپنا وعدہ پورا کرنے سے باز رکھا، حضرت علیؓ کو یہ معلوم ہوا تو وہ بہت بگڑے اور عثمان غنیؓ سے بات چیت کرنے کی قسم کھالی۔

عثمان غنیؓ سے رابطہ ٹوٹنے کے موضوع پر دوسرا قول یہ ہے کہ محاصرہ سے ذرا پہلے حضرت علیؓ

باغی اکابر سے ناراض ہو کر مدینہ سے باہر کسی گاؤں کو چلے گئے تھے، ناراضی کا سبب یہ تھا کہ باغی وہ خط لیکر جس میں ان کے قتل کا حکم تھا، حضرت علیؓ کے پاس آئے اور ان کو خط دکھا کر کہا: اب آپ کو کوئی عذر نہ ہونا چاہئے، اس خط نے خلیفہ کا خون مباح کر دیا ہے، چلئے ہماری قیادت کیجئے" حضرت علیؓ تیار نہ ہوئے تو باغیوں نے کہا: پھر آپ نے ہمیں خط کیوں لکھے تھے؟" حضرت علیؓ نے اس سے انکار کیا تو وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے اور بولے ہم ان کی خاطر لڑ رہے ہیں اور یہ ایسی باتیں کرتے ہیں، حضرت علیؓ ناراض ہو گئے اور مدینہ کے مضافات کے کسی گاؤں کو چلے گئے۔

بعض رپورٹر کہتے ہیں کہ محاصرہ کے دوران حضرت علیؓ اپنی جاگیر ینبع میں تھے، ینبع مدینہ کے مغرب میں سات مرحلے (لگ بھگ دو سو میل) دور ایک شاداب نخلستان تھا، اپنی رائے کی تائید میں ہمارے رپورٹر عبداللہؓ بن عباسؓ کا یہ بیان پیش کرتے ہیں: مجھے عثمان غنیؓ نے بلایا اور کہا: اپنے چچازاد بھائی (علیؓ) کو سمجھاؤ کہ میری مخالفت سے باز آئیں" میں نے کہا: علیؓ ایسے آدمی نہیں جنکو کوئی مشورہ دیا جائے، وہ اپنی صوابدید کے مطابق کام کرتے ہیں، آپ جو چاہتے ہوں کہئے میں انکو پہنچا دونگا" عثمان غنیؓ: ان سے کہدو کہ ینبع چلے جائیں تاکہ مجھے اُن کی حرکتوں (مخالفت اور اشتعال انگیزی) سے دکھ نہ ہو اور ان کو میرے کاموں سے کوفت نہ ہو ...... میں نے علیؓ کو یہ پیغام پہنچا دیا، وہ ینبع چلے گئے، جب محاصرہ سخت ہو گیا تو عثمان غنیؓ نے اُن کو یہ خط لکھا:-

"واضح ہو کہ باڑہ کا پانی ٹیلہ تک پہنچ گیا ہے اور (اونٹ کے پالان کا) تسمہ تھنوں ...... کے پیچھے جا پڑا ہے[۱] اور وہ لوگ مجھے مارنے کے درپئے ہیں جو اپنی حفاظت سے قاصر تھے

وانك لم يعجز عليك كعاجز ضعيف ولم يغلبك مثل مُغلّب

شریفوں کے لئے گھٹیا اور ادنیٰ لوگوں سے نمٹنا اور عہدہ برآ ہونا بے حد مشکل ہوتا ہے۔

---

[۱] بلغ الماء الزبی وجاوز الحزام الطبیین دو عرب کہاوتیں جو کسی حادثہ کے نازک ہونے کے موقع پر استعمال کی جاتی ہیں- اونٹ کے پالان کا تسمہ جب ڈھیلا ہوتے ہوتے اس کے تھنوں کے پیچھے جا پہنچے تو کجاوہ نیچے اُلٹ جاتا ہے اور یہ اونٹ سوار کے لئے ایک سخت حادثہ ہوتا ہے

میرے پاس آجاؤ جس ارادہ سے بھی چاہو دوست بن کر یا دشمن، حامی بن کر یا مخالف۔

فإن كنت مأكولاً فكن أنت آكلي وإلا فأدركني ولما أمزق

اگر میرے لئے قتل کی سزا ہی تو تم مجھ کو قتل کرو ورنہ اگر مجھے بچالو اس سے پہلے کہ میرے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔

(العقد الفرید ۳/۹۳ وکنز العمال ۶/۳۸۹ وکامل مبرد مصر ۱/۹ تھوڑے فرق کیساتھ، الامامۃ والسیاسۃ مصر ۱/۴۲ تھوڑے فرق کے ساتھ وصبح الاعشیٰ ۶/۸۸ - ۸۹ تھوڑے فرق کے ساتھ وشرح نہج البلاغۃ بتغیر۔

ہمارے اکثر مشہور مؤرخوں، طبری، اعثم کوفی، ابن واضح یعقوبی، اور ابن اثیر میں سے کسی نے یہ خط نہیں بیان کیا، ممکن ہے ان کی نظر میں یہ جعلی ہو یا اس کے راوی غیر ثقہ ہوں لیکن ہمارے خیال میں خط میں کوئی ایسی بات نہیں جس کو بعید از قیاس کہا جا سکے، البتہ محاصرہ کے دوران حضرت علیؓ کا مدینہ سے باہر ہونا غالباً صحیح نہیں ہے، قرائن سے اس کی بالکل تائید نہیں ہوتی، ایسی روایتیں بھی موجود ہیں جو حضرت علیؓ کو محاصرہ کے دوران مدینہ میں حاضر بتاتی ہیں، وہ مسجد میں پابندی سے نماز ادا کرتے دکھائے جاتے ہیں، جب صحابی مغیرہ بن شعبہ نے ان کو مشورہ دیا کہ کہیں باہر چلے جائیے ورنہ آپ پر عثمان غنیؓ کے قتل میں شرکت کا الزام لگے گا تو انھوں نے یہ مشورہ رد کر دیا تھا، قیاس بھی اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ ایک امیدوارِ خلافت جو خلافت کے امور سے شدید ترین دلچسپی رکھتا تھا اس کے آخری اور فیصلہ کن مرحلوں میں میدان چھوڑ کر مدینہ سے باہر چلا جاتا، عثمان غنیؓ کے قتل کے بعد ان کی بیوی نائلہ نے امیر معاویہ کو جو خط لکھا تھا اس میں بھی اس بات کی صاف تصریح ہے کہ وہ مدینہ میں موجود تھے (وكان علي مع الحضريين من أهل المدينة) اور انھوں نے عثمان غنیؓ کی مدد نہیں کی۔

یہ الفاظ ہیں اغانی میں منقولہ خط کے لیکن اس خط کا جو نسخہ ہم نے العقد الفرید میں دیکھا اس کے الفاظ سے صرف یہی ظاہر نہیں ہوتا کہ حضرت علیؓ مدینہ میں موجود تھے بلکہ اس بات کی بھی وضاحت ہوتی ہے کہ وہ باغیوں کی قیادت کر رہے تھے۔ وأهل مصر قد أسندوا أمرهم إلى علي ومحمد بن أبي بكر وعمار بن ياسر وطلحة والزبير۔

(اغانی ابو الفرج مصر صفحہ ۲ و العقد الفرید مصر ۳/۸۷)